عقیدہ توحید کا محافظ اور قامع شرک وخرافات: آپ ؑ عقیدہ توحید کے محافظ اور اس کے منافی ومتصادم امور کی تردید اور استیصال میں اپنے نمونہ کامل نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر تھے۔ جب آپ ؑ نے خوارج کی شورشوں کو دبانے کے لیے نہروان کا ارادہ کیا، تو آپ کے ساتھیوں میں سے عفیف بن قیس نے آپ ؑ سے عرض کیا: یہ ساعت علم نجوم کی رو سے اچھی نہیں ہے۔ اگر آپ اس وقت روانہ ہوئے تو شکست وہزیمت اٹھانی پڑے گی۔

آپ ؑ نے یہ سن کر فرمایا: ''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کے لیے کوئی برائی نہ ہوگی اور اس لمحے سے خبر دار کرتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اسے نقصان در پیش ہوگا؟! جس نے اسے صحیح سمجھا، اس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد پانے اور مصیبت کے دور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہوگیا۔ تم اپنی ان باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہنے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر تمہارا گن گائے۔ اس لیے کہ تم نے اپنے خیال میں اس ساعت کا پتہ دیا کہ جو اس کے لیے فائدہ کا سبب اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔

پھر آپ ؑ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے لوگو! نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو، مگر اتنا کہ جس سے خشکی اور سمندر میں راستے معلوم کر سکو۔ اس لیے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور دعوائے غیب کی طرف لے جاتا ہے۔ منجم کاہن کے حکم میں ہے، کاہن مثل ساحر ہے، ساحر مثل کافر ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔'' [نہج البلاغۃ خطبہ ۷۷]

بیت المال کی حفاظت وخوف الٰہی: آپ ؑ نے مسلمانوں کے اجتماعی مال کو اپنے پیشروؤں کی طرح اپنے سیاسی غرض ومقصد کے لیے کبھی استعمال نہ کیا۔ بلکہ اسے امانت کے طور پر استعمال کیا۔ آپ کے بعد خلفائے راشدین ؓ کا یہ نادر المثال سلسلہ برقرار نہ رہ سکا۔

جب آپ ؑ کے برادر اکبر عقیل ؓ نے آپ سے کچھ مال مانگا۔ تو فرمایا: ''اے میرے بھائی! جو مال میرا اپنا ہے اس میں سے آپ کو دے سکتا ہوں؛ لیکن جو بیت المال میں ہے، اس کا میں مالک نہیں ہوں۔ وہ یہ سن کر ناراض ہوا اور امیر معاویہ ؓ کے پاس چلے گئے، جنہوں نے انہیں خوب نوازا، اور وہ اس کے ساتھ رہے۔

حضرت علی ؑ مال فیء کے بارے میں ابوبکر ؓ کے نقش قدم پر چلتے۔ جو مال پہنچتا اسے فوراً تقسیم کر دیتے، الا یہ کہ اتنا مال آتا جو اس روز تقسیم کرنا ممکن نہ ہو۔ فرماتے: اے دنیا! کسی اور کو دھوکہ دے۔ آپ نے مال فے میں سے اپنے لیے کوئی چیز نہیں لی، نہ کسی رشتہ دار کو دیا۔ آپ صوبائی ذمہ داریاں امانتدار و دیانتدار لوگوں کو سونپتے۔'' [مختصر سیرۃ الرسول ﷺ]

قوا انفسکم واهلیکم نارا قسط: (۲)

اسلامی تربیت

پروفیسر ڈاکٹر خالد حامد الحازمی

ترجمہ وتلخیص: ابوعزام

تربیت کا عمل فرد، خاندان اور معاشرہ کے لیے ان گنت فوائد کا حامل ہے:

فرد کے لیے تربیت کی اہمیت: فرد کی صحیح تربیت اس کے فرض کی تعمیل، عبادت، راحت اور دنیا و آخرت میں عزت کا باعث ہے۔ اچھی تربیت کی بنیاد پر ایک فرد اللہ کے اوامر پر عمل پیرا ہوتا ہے اور ممنوعہ امور سے بچتا ہے۔ اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر تربیت پانے والے فرد کو ایسا نفسیاتی سکون میسر آتا ہے جو اور کسی کو نہیں ملتا۔ کیونکہ اس کو اس بات پر مکمل یقین ہوتا ہے کہ ہر مصیبت اللہ کی قضا وقدر سے پہنچتی ہے۔ جس فرد کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت ہوتی ہے اس کو سماج کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ شرف ومنزلت والے کام کرتا اور برے کاموں سے بچتا ہے۔

خاندان کے لیے تربیت کی اہمیت: خاندان کے حوالے سے تربیت بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ والدین کا اپنے بچوں کی تربیت کی ذمہ داری ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، حق مسئولیت کی ادائیگی، بچوں کے شر سے بچاؤ اور دنیا و آخرت کی سعادت مندی کا باعث ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت یہ ہے:

بچوں کی تربیت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نفس کے ساتھ اہل وعیال کو بھی آگ سے بچانے کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [سورة التحریم: ٦] ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔''

بچوں کی اسلامی تربیت کا اہتمام کر کے ان کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا، حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمان برداری ہے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''بچوں کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حق ادا کرتا ہے۔''

بچوں کی تربیت ان کی عداوت سے بچنے کا اہم ذریعہ ہے: بچوں کی تربیت کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں بچے والدین کے نافرمان بن کر دشمنی اور اذیت رسانی پر اتر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ

وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ [التغابن: ١٤] ''بیشک تمہاری بیویوں اوراولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں ان سے چوکنا رہو۔''

اولاد کی دشمنی سے بچنے کے طریقہ کار میں سے بنیادی طریقہ یہی ہے کہ اسلامی منہج اور تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کی جائے؛ تاکہ بچے والدین کے لیے اطاعت الٰہی میں مددومعاون بن سکیں۔

بچوں کی تربیت والدین کی سعادت مندی کا ذریعہ ہے: اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت پانے والے بچے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ ان کی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ ''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔''

جو والدین بچوں کی اچھی تربیت نہ کریں، تو معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک غلط تربیت یافتہ بچے نے اپنے باپ سے کہا: ''يا أبت إنك عققتني صغيرًا فعققتك كبيرًا، وأضعتني وليدًا فأضعتك كبيرًا'' ''اے میرے باپ! تو نے مجھے بچپن میں عاق کیا تو میں نے تجھے بڑھاپے میں عاق کر دیا۔ اور تو نے مجھے بچپن میں ضائع کر دیا تو میں نے تجھے بڑھاپے میں ضائع کر دیا۔''

بچوں کی تربیت والدین کے لیے آخرت میں ثواب کا باعث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إذا ماتَ ابنُ آدمَ انقطعَ عملُه إلا مِن إحدى ثلاثٍ: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له'' ''جب انسان فوت ہو جائے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے: مگر تین چیزوں کا سلسلۂ ثواب جاری رہتا ہے: صدقہ جاریہ، علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔'' [مسلم]

پہلے بچے کی تربیت دوسرے بچوں کی تربیت کو آسان کر دیتا ہے: اگر والدین پہلے بچے کی تربیت کا خصوصی اہتمام کرلیں تو دوسرے بچوں کی تربیت میں آسانی ہو جاتی ہے؛ کیونکہ دوسرے بچوں کے لیے پہلا بچہ اسوہ اور نمونہ ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چھوٹا بچہ اپنے بڑے بھائی سے فوری متاثر ہو جاتا ہے اور اس کی عادات واطوار کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔

بچوں کی تربیت اقتصادی اخراجات کم کرتی ہے: اچھی تربیت انسان کو کھانے، پینے اور ہر معاملۂ زندگی میں راہ اعتدال کی عادی بناتی ہے۔ وہ معصیت میں نہیں پڑتا اور نہ گناہ کے کاموں میں فضول مال اڑاتا ہے۔ وہ خرچ کرتے

وقت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی پابندی کرتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان: ٦٧] ''اور جو خرچ کرتے وقت نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی؛ بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر قائم رہتے ہیں۔''

معاشرے کے لیے تربیت کی اہمیت

جب بچوں کی بہتر تربیت کی جائے تو گھروں میں اچھائی عام ہوگی اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل پائے گا، جہاں بھلائی کی حوصلہ افزائی جبکہ برائی کی بیخ کنی کی جاتی ہو۔ اور اچھی تربیت کے آثار زندگی کے متعدد پہلوؤں میں نمایاں ہوں گے۔ چند ایک پہلو بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں:

ا۔ امن اجتماعی: معاشرہ اور افراد کے مابین جرائم اور شر کی روک تھام سے ہی معاشرتی امن قائم ہوگا۔ ان جرائم کی روک تھام اسلامی تربیت کے ذریعے ہی بہتر انداز میں کی جاسکتی ہے؛ کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو آپس میں بہتر تعلقات قائم کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے کی تاکیدی ہدایت کرتا ہے، جو کہ معاشرہ میں امن وآشتی کی ضمانت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''المسلمُ من سلم المسلمون من لسانه ويده''، ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

نیز فرمایا: ''واللهِ لايؤمنُ، قاله ثلاثاً، قيل: من يارسول الله ؟ قال: الذى لا يأمنُ جارُه بوائقه'' ''اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔''

۲۔ اجتماعی ربط اور تعاون: اسلامی تعلیمات آپس میں ربط اور تعاون کی ہدایت دیتے ہیں۔ اسلام نے فرد، خاندان، پڑوسی اور عام لوگوں کے حقوق متعین کیے ہیں۔ اور ربط وتعاون کی بنیادوں کو زکاۃ کی فرضیت، صدقہ خیرات، نماز با جماعت، روزہ اور حج کے ذریعے استحکام بخشا ہے۔ کیونکہ یہ ساری عبادات معاشرے کے افراد کے مابین روابط اور تعاون کے مظہر ہیں۔ جس سے اجتماعی ربط اور محبت کے رشتے قائم ہوتے ہیں۔

۳۔ اقتصادی ترقی: اسلامی تعلیم وتربیت معاشرے کے لیے کئی پہلو سے اقتصادی ترقی کی راہ ہموار کرتی ہے:

۞ **اخلاقی تربیت:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بعثتُ لأتمّم مكارمَ الأخلاق''، ''مجھے مکارم اخلاق کو مکمل

کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔'' اسلامی تربیت افراد کے اندر بڑے پیمانے پر اخلاص اور دیانت داری پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے ذمے کا کام محنت سے سرانجام دیتا ہے، جس سے پیداوار کی کوالٹی اور مقدار بہتر ہو جاتی ہے۔

● **اقتصادی ترقی کی راہ میں اخلاقی رکاوٹوں کا خاتمہ:** اسلامی تربیت اقتصادی ترقی کو نقصان پہنچانے والی اخلاقی گراوٹیں مثلاً چوری، خیانت اور رشوت جیسی برائیاں ختم کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں نجی اور سرکاری دولت محفوظ ہو جاتی ہے۔

● **اخراجات میں کمی:** اسلامی تربیت معاشرے سے اخلاقی بگاڑ ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب کسی معاشرے میں اسلامی اخلاق واقدار عام ہو جائیں تو جرائم کی شرح میں واضح کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں امن وامان قائم کرنے والے اداروں پر اٹھنے والے اخراجات بھی کم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بچ جانے والے اخراجات کو دیگر اقتصادی منصوبوں میں لگا کر اقتصادی ترقی کی رفتار کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

اسلامی تربیت کی خصوصیات:

اسلامی تربیت بہت سی خصوصیات کی حامل ہے، جن میں سے چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ **ربانیت:** اسلامی تربیت کا مصدر انسانی آراء وخواہشات کے بجائے ربّ تعالیٰ ہے۔ یعنی تربیت اسلامی کا مصدر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اور ہدایت ربانی انسان کو اعلیٰ اخلاق کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اگر انسان ان ہدایات کی روشنی میں زندگی گزارے تو عدل، امانت اور مکارم اخلاق پر مبنی ایک بہترین معاشرہ قائم ہوگا، جو برائیوں، بدکاریوں اور گندگیوں سے پاک، خالص اور مثالی معاشرہ ہوگا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾[الأعراف:۳۳] ''آپ فرمایئے کہ البتہ میرے پروردگار نے تمام فحش باتوں کو حرام کیا ہے جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو۔'' نیز ہدف کے اعتبار سے بھی اسلامی تربیت ربانی ہے۔ جیسے کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَأَنَّ هَـٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾[الأنعام:۱۵۳] ''اور یہ کہ یہی دین میرا راستہ ہے جو بالکل مستقیم ہے، پس اسی راہ پر چلو۔'' اس حکم کی پیروی کرتے ہوئے اسلامی ہدایات کی روشنی میں نسل نو کی تربیت اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے میں ایک مسلمان کا مقصد رضائے الٰہی کے حصول کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ **کاملیت اور شاملیت:** اسلامی تعلیمات میں حیات انسانی کی ضروریات کے متعلق مکمل رہنمائی دی گئی ہے۔اسلامی تربیت کے شامل اور کامل ہونے کے کچھ پہلو یوں ہیں:

- موضوعی اعتبار سے شامل اور کامل ہے، کیونکہ اسلام نے دین اور دنیا کو الگ نہیں کیا ہے۔
- زمانی اعتبار سے شامل اور کامل ہے، کیونکہ اسلامی شریعت اور تعلیمات ابدی ہے تا قیامت کے لیے۔
- انسانی اعتبار سے شامل اور کامل ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات اور شریعت کا مخاطب پوری انسانیت ہے۔
- فطری اعتبار سے شامل اور کامل ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات نے روح اور جسم دونوں کی ضروریات کے مابین توافق اور توازن قائم کیا ہے۔
- مکانی اعتبار سے شامل اور کامل ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات ہر زمانے اور ہر جگہ کے لیے کارآمد اور قابل عمل ہیں۔

اسلامی تربیت کے شامل اور کامل ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں انسان کا اپنے خالق، نفس، خاندان، پڑوسی اور معاشرہ کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے واضح ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔

اسی طرح اسلامی تعلیمات اور توجیہات مردوں، عورتوں اور بچوں سب کے لیے ہیں۔علاوہ ازیں اسلام میں تمام اخلاقی پہلوؤں کے حوالے سے رہنمائی اور ہدایات موجود ہے۔میاں بیوی کے تعلقات کے بارے میں ہدایت کی گئی: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء: ۱۹] ''ان کے ساتھ اچھے طریقے سے سلوک رکھو''۔والدین کے ساتھ تعلقات کے بارے میں فرمایا: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾ [الأحقاف: ۱۵] ''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔'' معاشرہ کے ساتھ احسان کے حوالے سے رہنمائی کی گئی ہے، کہ ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ﴾ [الإسراء: ۲۶] ''اور رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو۔'' غرض اسلام نے حیات انسانی کے تمام پہلوؤں کے متعلق واضح رہنمائی دے کر خیر اور شر کو واضح کیا ہے۔اور انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔حضرت سلمان ؓ کو قضائے حاجت کے اسلامی آداب سے متعلق بلیک میل کرنے کی کوشش کی گئی: ''قيل له: علمكم نبيكم كلَّ شيءٍ حتى الخراءةَ فقال: أجل، لقد نهانا أن نستقبلَ القبلةَ لغائطٍ أو بولٍ'' [مسلم: ۱/۲۲۳۸، رقم ۵۷-۲۶۲] ''ان سے کہا گیا کہ تمہارے نبی نے ہر چیز سکھائی ہے، یہاں تک کہ پاخانہ کرنا بھی۔آپ نے فخریہ کہا: ہاں، ہمیں پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع کیا ہے..... '' ثابت ہوا کہ اسلامی تعلیمات انتہائی کامل اور مکمل ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾[المائدۃ:۳] ''آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کیا ہے۔''

۳۔ توازن: اسلامی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فِطْرَتَ اللہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللہِ﴾ [الروم:۳۰] ''اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں۔''

اسی لیے اسلامی تربیت انسان کی اخلاقی، جسمانی، روحانی اور عقلی تمام پہلوؤں پر توجہ دیتی اور جسمانی وروحانی ضروریات کے مابین توازن قائم کرتی ہیں۔جسمانی اور روحانی پہلوؤں میں سے کسی ایک طرف زیادہ اہتمام کر کے دوسرے پہلو کو نظر انداز نہیں کرتیں۔ جب اسلام بلند اخلاق کا حکم دیتا ہے، تو برائی اور گندگی سے منع کرتا ہے اور توازن کرنے کی راہیں بھی بیان کرتا ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے نکاح کو جائز قرار دیا اور بدکاری سے منع کیا۔اسی طرح انسان فطرتی طور پر مال سے محبت کرتا ہے۔لہٰذا تجارت کو جائز قرار دیا اور ربا (سود) کو حرام کیا۔ ﴿وَاَحَلَّ اللہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[البقرۃ:۲۷۵] ''حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔''

اسلامی تربیت میں اعتدال وتوازن ہے، افراط وتفریط کی اجازت نہیں ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وإنّ لجسدک علیک حقًا وإنّ لعینیک علیک حقا وإن لزوجک علیک حقا......'' [البخاری ۴/۱۱۵-۱۱۶ ح:۶۱۳۴] ''تمہارے جسم، آنکھ اور بیوی کا بھی تمہارے اوپر حق ہے......'' اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا﴾ [القصص: ۷۷] ''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول۔''

۴۔ بنیادی اخلاقی نظریات اور لچک: اسلامی توجیہات اور تعلیمات میں ثوابت (اساسیات) بھی ہیں، جن میں ردّ وبدل یا ان کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ قاعدہ کلیہ، مبادی اور احکام ہیں، جن کے بارے میں نصوص شرعیہ موجود ہیں۔جس طرح امانت کی ادائیگی کا واجب ہونا، نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا، مظالم (یعنی ظلم وغصب سے لیے ہوئے اشیاء) حقدار کو واپس کرنا، چوری اور دھوکہ دہی کی ممانعت وغیرہ۔ لچکداری کا مظاہرہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب لوگوں کے لیے مسائل پیش آئیں، تو اس کے حل کے لیے اس کے پاس قدرت ہو۔

معاملاتِ زندگی کے حل اور طریقہ کار سیٹ کرنے میں اسلام نے لچک رکھی ہے۔مثال کے طور پر اسلام نے ایک مربی پر تربیتی ذمہ داری عائد کی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ

نَارًا﴾ [التحریم:٦] ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ'' اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''ألا کلُّکم راعٍ و کلُّکم مسئولٌ عن رعیته'' ''خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی مسؤلیت کے بارے میں سوال ہوگا۔'' لیکن تربیت کے لیے کوئی مخصوص طریقہ کار وضع نہیں کیا، جس سے تجاوز نہ کیا جا سکتا ہو۔ بلکہ اس حوالے سے علماء اور ماہرین کو اختیار ہے کہ ہر وہ مفید و تعمیری وسیلہ اختیار کریں جو اسلام کے اصول و مبادی یا نص شرعی کے خلاف نہ ہو۔ عقلمند کو اس بات کا اچھی طرح ادراک ہے کہ بچوں کی تربیت کے لیے ایک معین حد تک ثوابت (حدود و اساسیات) ناگزیر ہے۔ جس سے کسی صورت استغنا نہیں ہے۔ جبکہ تندی و تیزی کے ساتھ ردوبدل پریشانی اور اضطراب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور انسان امن کے احساس سے محروم بھی ہو جاتا ہے۔ آج کے دور میں ثوابت کی عدم موجودگی اور لچک میں افراط نے مغربی معاشروں کو تباہ کر دیا ہے۔

۵۔ واقعیت: ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ایسے افراد کو پسند کرتے ہیں، جو اعلیٰ اخلاق کے ساتھ متصف ہوں۔ لوگ امین اور صادق کو پسند کرتے ہیں۔ اور اسلام امانت داری کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ [النساء:٥٨] ''اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو''۔ ہر ایک انسان اس شخص کو پسند کرتا ہے جو اس کے ساتھ احسان کرے اور اسلام اس کا حکم دیتا ہے۔ ﴿وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [البقرة:١٩٥] ''اور احسان کا سلوک کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

انسان اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو اس کی غیبت کرتا ہے اور اسلام بھی اس سے سخت منع کرتا ہے۔ ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ اور انسان ناپسند کرتا ہے کہ کوئی اس کا مذاق اڑائے اور اسلام اس سے منع کرتا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ﴾ [الحجرات:١٢] ''اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائیں۔'' اور انسان فطری طور پر تکبر کو ناپسند کرتا ہے اور اسلام تواضع کا حکم دیتا ہے۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ [لقمان:١٨] ''لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھیلا اور زمین پر اترا کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔''

جب انسان اسلام میں داخل ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے، تو وہ اپنے آپ کو ایک حقیقت پر مبنی،